B.A Part II Urdu Hon Paper 4th
Dr. Shahnaj Ara
Deptt of Urdu
Dr. L.K.V.D. college TAJPUR SAMASTIPUR

سوال۔ "ہم نفسانِ رفتہ" کے حوالے سے شفیق الرحمٰن قدوائی کی شخصیت پر روشنی ڈالیے۔

جواب۔ شفیق الرحمٰن قدوائی صاحب کی شخصیت ایک ادیب اور سیاست داں کی حیثیت سے محتاج تعارف نہیں۔ قدوائی صاحب "ہم نفسانِ رفتہ" کے مصنف رشید احمد صدیقی کے مخلص دوستوں میں تھے۔ ایک دوست کی حیثیت سے رشید احمد صدیقی نے شفیق الرحمٰن کی شخصیت میں جو کچھ دیکھا اور محسوس کیا اسے حسن و خوبی سے اس خاکے میں بیان کر دیا۔

شفیق صاحب کا تعلق اودھ کے ایک تعلیم یافتہ اور متمول خاندان سے تھا۔ ابتدائی تعلیم اور بچپن کے حالات کے بارے میں رشید احمد صدیقی نے لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ لیکن لکھتے ہیں کہ قدوائی صاحب سے رشید احمد صاحب کی ملاقات علی گڑھ یونیورسٹی میں ہوئی۔ جب قدوائی صاحب علی گڑھ میں تعلیم حاصل کرنے آئے تبھی سے رشید صاحب اور شفیق الرحمٰن قدوائی صاحب کی ملاقات اور تعلقات کا سلسلہ شروع ہوا۔ علی گڑھ کی طالب علمی کے دوران ہی شفیق صاحب کی شخصیت میں ذہانت کے آثار واضح طور پر نظر آنے لگے تھے۔ اور کالج کے طلباء میں شفیق صاحب کا شمار اونچے طبقے میں ہوتا تھا۔ لیکن جب گاندھی جی کا عدم تعاون (Non co-operation movement) تحریک کی بازگشت علی گڑھ پہنچی تو شفیق صاحب اس تحریک سے اسی تیزی کے ساتھ وابستہ ہو گئے گویا اس تحریک کے منتظر بیٹھے ہوں۔ اس وقت سے شفیق صاحب نے جو پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا اور ہندوستان کی جنگ آزادی میں کود پڑے اور قید و بند کے مصائب اٹھاتے رہے۔ جامعہ ملیہ کے قیام کے دوران شفیق صاحب جس عزم و جانفشانی کے دوران سے گزرے اور جس جگری اور سرداری کے ساتھ ان مصائب کو جھیلا وہ نہ صرف یہ کہ ناقابل فراموش ہے بلکہ زریں حروف سے لکھنے کے لائق ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ شفیق صاحب کو ان کی قومی، سیاسی، و علمی خدمات کے صلے میں وہ شہرت نہیں مل سکی۔ جس کے وہ حق دار تھے۔

فطری لحاظ سے شفیق صاحب ایک زندہ دل اور حوصلہ مند انسان تھے۔ اور ناموافق حالات میں بھی شکست خوردہ اور مایوس نہیں ہوتے تھے وہ اپنے لیے نہیں بلکہ دوسروں کے لیے خوش ہوتے تھے۔ ~~وہ اپنے لیے~~ اس ضمن میں شفیق صاحب کے دوستوں کا یہ بیان ہے کہ "یہ کلب نامکمل رہ جاتی اگر شفیق صاحب کی شرکت نہ ہو۔ شیر شکار، کھیل کود، سیر و تفریح، ہنسی مذاق، رزم و بزم سب میں شفیق صاحب اس طرح حصہ لیتے جیسے اسی کے لیے بنے ہوں۔"

Scanned with CamScanner

پنڈت جواہر لال نہرو کی طرح شفیق الرحمٰن قدوائی کو بھی بچوں
سے بڑی محبت تھی۔ اور بچوں سے الفت اور محبت کا نتیجہ تھا کہ وہ
وہ جامعہ ملیہ میں سالہا سال تک معلم رہے۔ بچوں سے ان کی غیر
معمولی دلچسپی کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا انکو معصوم بچوں کی رفاقت
میں اپنی خدمات کی مفید اور بامقصد ہونے کی بشارت ملتی رہتی ہے۔
شفیق صاحب عام طور پر منکسر جری اور محنتی تھے
۱۹۴۷ء میں آزادی اور تقسیم کے نتیجہ میں جب دہلی میں فسادات کی
قیامت نازل ہوئی تو شفیق صاحب قرول باغ میں مظلوموں اور بے کسوں
کی حفاظت کے لیے دن رات بھاگے پھرتے تھے۔ وہ دوسروں کی
جان و مال و عزت و آبرو زیادہ قیمتی سمجھتے تھے۔ وہ ہندو ہو، سکھ ہو اور
قطع نظر دونوں کا لحاظ سے اسے یا مسلمان تھے
بموجب تقسیم ملک کے بعد مساوات کی ابتری میں کمی اور گرد و
غبار بیٹھ گیا۔ حالات معمول پر آگئے تو زندگی وقت البتہ بھی آیا کہ
شفیق الرحمٰن قدوائی صاحب دلی اسٹیٹ کے وزیر تعلیم ہوئے
اور ایسی وہ وقت نصیب ہوئی جو ان کے تعلق سے رشید احمد صاحب
بہت دنوں سے چاہتے تھے۔ لیکن وزارت کا عہدہ اور ان فراغت کے
ایام میں بھی انکسار مزاج نہیں بدلا۔

رشید صاحب شفیق الرحمٰن صاحب سے ملنے دلی جاتے تھے تو
اکثر ان کی قیام گاہ پر ہی قیام پذیر ہونے کے لیے مجبور کر دیئے جاتے تھے۔

اپنی زندگی کے آخری سفر میں شفیق صاحب گویا تھک چکے
تھے۔ ایک بار شدید بیمار پڑ گئے کافی علاج ہوا لیکن افاقہ کم و بیش ہوئے
کی حیثیت میں سرکاری ہسپتال میں علاج ہوا۔ آخر کار اس دار فانی
سے اپنے اہل و عیال کو روتا بلکتا چھوڑ کر چلے گئے
شفیق الرحمٰن کی موت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے
ملک میں پھیل گئی۔ رشید صاحب سکتہ میں آگئے اور جو جہاں جس حالت میں
تھا دلی کے لیے دوڑ پڑا۔ آخر میں جامع مسجد دلی میں نماز جنازہ ہوئی
اور جامعہ ملیہ لایا گیا اور وہیں ہزاروں پرنم آنکھوں نے انہیں سپرد
خاک کیا۔
مختصر یہ کہ شفیق الرحمٰن قدوائی مرحوم کی شخصیت ہمہ
جہت خوبیوں اور کمالات کی حامل تھی۔ خاکہ نگار رشید احمد صدیقی نے نہایت
عمدگی انداز میں شفیق الرحمٰن قدوائی کی پیکر تراشی کی ہے۔

Shahnaj Ara